مختصر رسالہ ''ساٹھی''

فتویٰ: منظورہ مجلس علمائے مہدویہ ہند

مشمولہ ماہنامہ ''نورحیات'' (مارچ' اپریل: ۶۸ء)

برائے ایصالِ ثواب:

سید محی الدین محبوب یداللّٰہی مرحوم ومغفور

۱۹۴۵ تا ۲۰۱۷ء

(فرزند حضرت سید منجو قمر صاحب مرحوم ومغفور)

زیرنگرانی: ڈاکٹر سید ممتاز مہدی یداللّٰہی

پبلشر: منجو قمر میموریل کمیٹی

Flat No. 501، 16-3-806، راج ریسڈنسی (عابد وڈیو)
چنچل گوڑہ، حیدرآباد۔ 24
Phone : 9010271651

Scanned with CamScanner

از دفتر مجلسِ علمائے مہدویہ ہند
3-3-640،
قطبی گوڑہ، حیدرآباد۔۲۷ (اے۔پی۔انڈیا)

جناب مدیر صاحب ''نورحیات''

السلام علیکم

ایک استفتاء اور فتویٰ منظورہ مجلس علمائے مہدویہ ہند ''نورحیات'' میں اشاعت کے لئے مرسل ہے۔ اس استفتاء کے ذریعہ قوم کو دین کی اہم معلومات حاصل ہوں گی۔ حضرت مہدیٔ موعود علیہ السلام نے ''صحبتِ صادقاں'' جو فرض فرمائی، اس کی اصل وجہ یہی ہے کہ احکامِ دین اور مسائل فقیری کے علم و عمل میں صحیح رہنمائی حاصل ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا ہے **کُونُوا مَعَ الصَّادِقِين** یعنے ''صادقوں کی صحبت اختیار کرو'' اس فرمانِ الٰہی کا جو اقتضاء ہے۔ اس کو امامنا علیہ السلام نے بحکم خدا تعالیٰ، مومنین کے لئے فرض فرمایا ہے۔ اس اقتضاءُ النّص کے بدرجۂ فرض ہونے کا علم، خلیفۃ اللہ مہدیٔ موعود مراد اللہ، علیہ السلام کے ذریعہ حاصل ہوا ہے۔

اس بیانِ مراد اللہ سے ''تقلید'' کا وجوب بھی ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے امامنا علیہ السلام نے یہہ بھی ارشاد فرمایا:

باجماعتے موافقت کنید کہ ذکرِ خدا اور راہِ خدا، آسان شود	ایسی جماعت کی صحبت اختیار کرو کہ ذکرِ خدا اور راہِ خدا آسان ہوجائے۔

اس لئے کہ ذکرِ خدا اور راہِ خدا میں جب تک صحیح رہنمائی نہو، حصولِ مرضاتِ الٰہیہ اور شرفِ انوار و تجلیاتِ ربانیہ آسان نہیں۔ مذہب مہدویہ کی اس اہم خصوصیت سے بے پروائی کی وجہہ سے قوم میں از روئے علم و عمل، انحطاطِ دینی بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ خود پرستی اور خود پسندی پر مبنی، ذاتی قیاسات اور ذاتی رائے و توہمات، دخل در دینیات کی ناروا جرأت، جسارت کا سبب بن رہی ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا صاف و صریح ارشاد ہے۔

هُدًى لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ یعنے قرآن، اُن لوگوں کے لئے ہدایت ہے

يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ۔ جو متقی ہیں اور غیب پر ایمان لاتے ہیں۔

اس آیت شریفہ میں قرآنِ مجید سے ہدایت حاصل ہونے کی دو شرطیں بیان ہوئی ہیں۔ ایک یہہ کہ قلوب تقویٰ سے مشرف ہوں، دوسری یہہ کہ عقل، غیب پر ایمان لانے کی اہل ہو۔ کیوں کہ عشق و محبت الٰہی، اصل دین ہے۔ محض عقل پر دین کا مدار نہیں ہے۔

من بندۂ آزادم عشق است امامِ من
عشق است امامِ من عقل است غلامِ من!!!

اسی طرح ''تقلید'' کو باپ دادا کی تقلید سمجھ لینا بھی اُصولِ دین کے خلاف ہے۔ حقیقت یہہ ہے کہ قومی اصطلاح میں ''تقلید'' سے مراد، مرشدین کی تقلید ہے، اس لئے کہ امامنا علیہ السلام نے مسایل شریعت میں ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کی تقلید کا حکم دیا ہے۔ اور مسائل طریقت میں ''صحبت صادقاں'' فرض فرمائی ہے، اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے مہدویوں کو غیر مقلد بننے سے باز رہنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ اسی لئے مرشد سے مرید ہونا علاقہ کرنا، ضروریاتِ دین میں داخل کیا گیا ہے۔ بیعت کے معنی

یہی ہیں کہ اپنی ذات کو مرشد کے تابع کر دیا جائے اور مرشد کو اپنا مولیٰ مانا جائے۔

اگر کسی مرشد کا سلسلہ اب وجد پر مشتمل ہے تو اس صورت میں بھی شخص اب وجد ہونے کی حیثیت سے نہیں بلکہ مرشدین ہونے کی جہت سے تقلید سلسلہ اختیار کی جاتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔ وابتغوا الیہ الوسیلۃ۔ یعنے اللہ تعالیٰ کی طرف (سلوک) کے لئے وسیلہ تلاش کرو۔

مذہب مہدویہ کا یہہ بنیادی نکتہ جس قدر نظر انداز ہوتا جائے گا۔ اسی قدر قوم میں از روئے دین انحطاط علم و عمل بڑھتا ہی جائے گا۔

واضح ہو کہ مذہب مہدویہ میں "صادق" یعنے مرشد کے لئے ذات، پات اور خاندان کی کوئی قید عاید نہیں ہے۔ کسی قبیلہ یا کسی خاندان کا فرد ہو جن افراد میں صادقیت کی صفات پائی جائیں اور مرشد کی خصوصیات موجود ہوں ان کو صادق و مرشد تسلیم کیا جا سکتا ہے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی جا سکتی ہے۔ بشرطیکہ وہ ایسے سلسلہ سے منسلک ہوں جو مہدی موعود علیہ السلام کو پہنچتا ہو۔ اور انہیں بیعت لینے کی اجازت عطا ہوئی ہو۔

علامہ شمسی مرحوم نے اپنے برادر بزرگ و مرشدِ سلسلہ کے انتقال پر جو مرثیہ لکھا ہے اُس کا ایک شعر ملاحظہ ہو:

اتصالِ بیعت و صحبت کہ اصلِ دینِ ماست
تا امام مہدیؑ آخر زماں می داشتی

یعنے "بیعت و صحبت" جو کہ دینِ مہدویہ کی اصل ہے آپ کو اس کا سلسلہ مہدیؑ آخر الزماں تک حاصل ہے"۔

فرامین مہدیؑ موعود علیہ السلام سے صراحتاً و بداہتاً ثابت ہے کہ مومنین کے لئے جس طرح طلب دیدار خدا فرض ہے اسی طرح حصول مقصد کی آسانی کے لئے طلب صحبت صادق بھی فرض ہے۔

اس فتویٰ سے دین کے کئی مسائل کو سمجھنے میں مدد مل رہی ہے۔ اور واضح ہوتا ہے کہ بزرگانِ مہدویہ دین کی کیسی کیسی نازک باتوں پر عبور رکھتے تھے۔ اور ماہیت دانی کے کیسے ماہر ہوتے تھے۔ عمل کے اعتبار سے دین کے مستحبات بھی ترک ہو جانا شانِ عشق و محبت الٰہی کے مغایر تصور فرماتے تھے۔ مریدین و متبعین کو بھی یہی ہدایت فرماتے تھے۔

نماز و روزہ کی، میاں بیوی کے تعلقات کی بعض نازک صورتوں کی اور قسم کی رجعت کی اہمیت سے بھی اس فتویٰ میں آگاہی ہوتی ہے۔ ان امور سے ناواقف رہنے یا بے پروا ہو جانے کے نتائج واضح ہو جاتے ہیں۔ اور آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے کہ جس طرح حکومت کے قوانین اور احکام کی خلاف ورزی پر جرمانہ اور قید وقتل کی سزا دی جاتی ہے۔ اسی طرح احکامِ دین کی خلاف ورزی کی بھی سزائیں مقرر ہیں۔

فرق یہہ ہے کہ حکومت، جبر و تسلط سے کام لیتی ہے اور حکومتِ الٰہیہ خلوص و تقویٰ پر مبنی ہوتی ہے۔ خواہ نماز و روزہ وغیرہ عبادات کی کیوں نہوں، اگر اُن میں خلوص للّٰہیت اور تقویٰ کا عنصر موجود نہ ہو تو عند اللہ قبول ہوتی ہیں اور نہ حصول ثواب کی مستحق قرار دی جاسکتی ہیں۔

اسی لئے انبیاء و خلفائے الٰہی کو احکام کی صرف تبلیغ و ہدایت کا حکم دیا گیا ہے۔ جبر کرنا، لازم نہیں کیا گیا، اسی طرح مرشدین کا بھی یہی فرض ہے کہ صرف احکام سنایا کریں۔ اور دین کی معلومات سے بہرہ مند کرتے رہیں۔ لیکن کسی پر جبر کی ضرورت نہیں۔ مثلاً میت

کے ورثاء پر ایسا جبر نہیں کیا جاتا کہ جب تک ''ساٹھی اور عمر قضا'' ادا نہ ہو۔ میت کی تجہیز و تکفین نہیں ہونی چاہئے۔ کیوں کہ ایسا جبر از روئے دین صحیح نہیں ہوسکتا۔

اب تو نوبت یہاں تک آ پہنچی ہے کہ ''ساٹھی اور عمر قضا'' کی ماہیئت و ضرورت سے واقفیت تو درکنار' ان اصطلاحوں ہی سے عوام ناواقف ہوتے جارہے ہیں۔ مجلس علمائے مہدویہ ہند کے اس فتویٰ کی مدد سے عوام کو احکام کی تعمیل میں رہنمائی حاصل ہوگی۔ کیوں کہ ان مسائل کی ماہیئت صحیح طور پر جاننے والے شاذ و نادر ہی رہ گئے ہیں۔

اس فتویٰ کو زیادہ سے زیادہ اشاعت کی ضرورت ہے تا کہ ہر مہدوی کو معلوم ہوجائے کہ مذہب مہدویہ نے لوازم عشق و محبت کی کس شان سے رہنمائی کی ہے۔ اور متلاشیانِ حق و صداقت پر متحقق ہوجائے کہ مذہب مہدویہ میں فرد اور معاشرہ کے تعلق باللہ میں کس قدر اعلیٰ رہنمائی کی گئی ہے۔

فقیر ابوسعید سید محمود غفر لہٗ الرب الودود (معتمد مجلس)

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ قوم مہدویہ میں قدیم سے یہ دستور چلا آرہا ہے کہ قریباً ہر مستطیع مہدوی' حالتِ صحت میں عموماً اور مرض الموت میں خصوصاً قرآن مجید یا اس کا ہدیہ' عمر قضا کے نام سے اور ساٹھ روپے ساٹھی کے نام سے اور کچھ گیہوں للّٰلہ دیتا ہے۔ اگر کوئی مرد یا عورت اپنی زندگی میں نہ دے سکے تو اس کے ورثاء اس کی طرف سے ضرور ادا کرتے ہیں۔

اس عملدرآمد کی حقیقت کیا ہے؟ ہدیہ اور ساٹھی کیا چیزیں ہیں؟ عمر قضا کا کیا مطلب ہے؟ قرآن مجید کیوں دیا جاتا ہے؟ ساٹھی کیوں دی جانی چاہئے؟ اشیائے مذکور کے دینے میں میت کو کیا فائدہ پہنچتا ہے؟ اور نہ دیں تو کیا نقصان ہے؟ حسبِ احکام شرع شریف' یہ طریقہ مروّجہ کہاں تک ضروری اور واجب العمل ہے۔ نہایت وضاحت سے بیان فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔ بینوا وتوجروا فقط

المرقوم ۲۲ر رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ

المستفتی

سید حسین۔ بی۔ اے

ڈپٹی رجسٹرار کواپریٹیوز

الجواب

خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں پر روزانہ پانچ نمازیں اور ماہِ رمضان کے روزے فرض فرما دیئے ہیں۔ اگر احیاناً نماز اور روزے فوت ہو گئے ہیں تو اُن کی قضا کرنا بھی فرض ہے۔ اور قضا کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ ''دار المختار'' میں لکھا ہے:

جمیع اوقات العمر وقت للقضا

یعنی ''روزہ اور نماز قضا کرنے کا کوئی وقت مقرر نہیں تمام عمر قضا کی جا سکتی ہے''۔

پس عمر بھر جو نمازیں فوت ہوئی ہیں، ان کی قضا بھی آخری عمر تک ضروری ہے۔ مرض الموت تک بھی اگر نمازیں قضا کرنے کا موقع نہیں ملا ہے اور آئندہ صحت یاب ہو کر نمازوں کی قضا کرنے کی امید نہیں ہے تو ان فوت شدہ نمازوں کے کفارہ میں ہر نماز کے بدلے ایک فطرہ دینا چاہئے۔

اسی طرح رمضان کے روزے اگر فوت ہو گئے ہیں اور اُن کی قضا ناممکن ہے۔ یعنی صحت ہونے اور روزہ رکھنے کی توقع نہیں ہے تو ہر فوت شدہ روزہ کے معاوضہ میں بھی ایک فطرہ دینا چاہئے۔ چنانچہ ''دار المختار'' میں لکھا ہے کہ:

ولو مات و علیہ صلوات فائتۃ واوصی بالکفارۃ یعطی کل صلوۃ لنصف صاع من بر کا لفطرۃ وکذا حکم الوتر والصوم۔

(باب قضاء الفوائت)

یعنی اگر کوئی شخص مر گیا اور اس کے ذمہ فوت شدہ نمازیں ہیں اور اس نے کفارہ

Scanned with CamScanner

دینے کی وصیت کی ہے تو ہر نماز کے لئے صدقہ فطر کی طرح آدھا صاع گیہوں دیئے جائیں۔نماز وتر اور روزہ کا بھی یہی حکم ہے۔

اسی ادائی کفارۂ نماز و روزہ کو قضائے عمری یا ''عمر قضا'' کہتے ہیں۔مسئلہ یہہ ہے کہ ہر نماز اور ہر روزہ کے فوت ہونے کی صورت میں ان کی قضا کی جائے۔اگر ان کی قضا متعذر ہے تو ہر نماز اور ہر روزہ کے کفارہ میں ایک فطرہ گیہوں یا اس کی قیمت دینا ضروری ہے۔لیکن جب تک نماز اور روزہ کی قضا کی جاسکتی ہے' اُس وقت تک اُن کا کفارہ ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ ان کی قضا ہی واجب ہے۔اور قضا نہ کرنے کی صورت میں مرنے سے پہلے اس شخص پر ورثاء کی وصیت کرنا لازم ہے کہ میری طرف سے فوت شدہ نمازوں اور روزوں کا کفارہ ادا کیا جائے۔اس کا مطلب یہہ ہے کہ فوت شدہ نماز اور روزہ کا کفارہ ادا کرنے سے اگر چہ کہ میت کو نماز اور روزہ کی ادائی کا ثواب نہیں ملتا۔لیکن کفارہ دینے کی وجہ سے مواخذہ وعذاب سے بفضل خدا معافی کی توقع کی جاسکتی ہے۔کیوں کہ یہہ بھی ایک قسم کی توبہ ہے۔!!!

امام اعظمؒ کے پاس اگر میت کی وصیت موجود نہو تو ورثاء پر کفارہ کی ادائی واجب نہیں ہے۔لیکن اس کے باوجود وارث تَبَرُّعاً واِحساناً' میت کی طرف سے کفارات ادا کریں تو جائز ہے۔اللہ چاہا تو میت' اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوگی۔اس کے برخلاف امام شافعیؒ کے پاس میت کی وصیت کے بغیر بھی ورثاء پر کفارہ ادا کرنا' واجب ہے۔چنانچہ ''ہدایہ'' میں لکھا ہے کہ:

لا یدین الا الایصاء عندنا خلافاً للشافعیؒ (ج صہ ۱ صہ ۲۰۲)

ایضاً۔وعند الشافعیؒ وان لم یومی یجب علی الورۃ اداوہ (حاشیہ ہدایہ)

''دار المختار'' میں لکھا ہے کہ: وان لم یومی وتَبَرَّع علیہ جاز اِنشاء اللہ (کتاب الصوم)

ان اقوال کا خلاصہ یہہ ہے کہ:۔

Scanned with CamScanner

''مذہب حنفیہ میں مرنے والا کفارہ ادا کرنے کی وصیت نہ کیا ہوتو ورثاء پر ذمہ داری عاید نہیں ہوتی۔ البتہ ورثا کفارہ ادا کردیں تو جائز ہے انشاء اللہ میت بری الذمہ ہوجائے گی۔ لیکن امام شافعیؒ کے پاس میت کی وصیت موجود نہ بھی ہوتو میت کی طرف سے کفارہ ادا کرنا' ورثاء پر واجب ہے''۔

یہہ تو فوت شدہ نمازوں اور روزوں کا حکم تھا کہ فوت شدہ ہر نماز اور روزہ کے کفارہ میں ایک فطرہ دیا جائے۔ لیکن اگر رمضان کا فرض روزہ' نیت کرلینے کے بعد بلا عذرِ شرعی عمداً توڑ دیا گیا ہے تو یہہ قصورِ عمل نہیں ہے۔ بلکہ گناہِ عظیم ہے۔ اس کے بدلے میں صرف ایک روزہ رکھ لینا یا ایک فطرہ اس کے کفارہ میں دینا' کافی نہیں ہے۔ بلکہ ایک غلام آزاد کرنا' اگر غلام نہ ہوتو متواتر ساٹھ روزے رکھنا' اور اگر روزے نہ رکھ سکے تو ساٹھ مسکینوں کو صبح وشام پیٹ بھر کھانا کھلانا' اس گناہ کا کفارہ ہے بیک روز ساٹھ مسکینوں کو صبح و شام کھانا کھلانے کے بجائے جو تعدُّد حقیقی ہے' ایک مسکین کو بھی ساٹھ دن تک صبح وشام کھانا' کھلایا جاسکتا ہے' اس کو تعدُّدِ حکمی کہتے ہیں۔ اسی طرح ساٹھ مسکینوں کو بیک وقت یا ایک ہی مسکین کو ساٹھ دن تک روزانہ ایک ایک فطرہ یا اس کی قیمت بھی دی جاسکتی ہے۔ غرض تعدُّد (مقررہ تعداد) ضروری ہے۔ خواہ حقیقی ہو یا حکمی۔

آدھے صاع کا ایک فطرہ اور (۶۰) ساٹھ فطروں کا ایک کفارہ ہوتا ہے۔ چونکہ ایک فطرہ دیڑھ کیلو گیہوں کے مساوی ہے اس لئے (۹۰) کیلو گیہوں یا اُس کی قیمت کا ایک کفارہ ہوا۔ اس کو ساٹھی کہتے ہیں۔

جتنے رمضانوں میں ایسی غلطیاں ہوئی ہیں اور ان کی وجہہ سے جس قدر کفارے قطعاً و یقیناً یاد ہیں ان سب کی ادائی واجب ہے۔ ان سب یقینی کفاروں کی ادائی کے بعد اور چند کفارے احتیاطاً دینے کی عادت ہے۔ اور دینا ضروری ہے۔ کیوں کہ ممکن ہے کہ کسی رمضان میں کوئی روزہ عمداً توڑ دیا گیا ہو اور ہم کو یاد نہ ہو' اسی وجہہ سے ہماری قوم میں جو ساٹھی

Scanned with CamScanner

دی جاتی ہے وہ تین کفاروں (۱۸۰ فطروں = ۲۷۰ کیلو) گیہوں کا مجموعہ ہے۔

پس قضا شدہ ہر نماز اور ہر روزہ کا کفارہ ایک ایک فطرہ اور فرض روزہ کو عمداً توڑنے کا کفارہ ساٹھ فطرے ہیں۔ اور یہہ کفارے ہر مرد و عورت پر واجب ہیں۔ کیوں کہ فرض نماز اور فرض روزہ عورت سے بھی فوت ہوتا ہے اور وہ عمداً روزہ توڑنے کی بھی مرتکب ہوسکتی ہے۔

یہہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بعض گناہ ایسے ہیں کہ ان میں توبہ واستغفار کافی نہیں ہے۔ بلکہ ان کی معافی کے لئے کفارہ دینا ضروری ہے۔ مثلاً روزۂ رمضان بلا عذر شرعی توڑ دیا جائے تو ایک روزہ قضا کار کھ لینے یا توبہ واستغفار سے اس گناہ کی تلافی نہیں ہوتی۔ بلکہ کفارہ دینا واجب ہے۔

اسی طرح ''ایلا'' اور ''ظہار'' بھی ایسی صورتیں ہیں کہ ان دونوں میں کفارہ واجب ہے۔ اور اس کا تعلق صرف مردوں سے ہے عورتوں کو اس سے سابقہ نہیں پڑتا۔

''ایلا'' یہہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے چار ماہ تک علیحدہ رہنے کی قسم کھالے۔ اس کا حکم یہہ ہے کہ وہ چار مہینے کے اندر اپنی قسم توڑ کر قربت کرے۔ اور ''کفارہ یمین'' یعنے قسم توڑنے والا کفارہ ادا کرے۔ ورنہ چار مہینے کے بعد اس کی بیوی پر طلاق پڑ جائے گی۔ اور وہ مطلقہ بائنہ ہوجائے گی۔ اس کا کفارہ یہہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے یا دس مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ یا کپڑے پہنائے (دس مسکینوں کو دس فطرے یعنے پندرہ کیلو گیہوں یا اس کی قیمت بھی دی جاسکتی ہے) اگر اس کو ان امور پر قدرت نہیں ہے تو مسلسل تین روز روزہ رکھے۔

''ظہار'' یہہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی کے کسی عضو کو اپنی کسی محرم عورت کے عضو سے تشبیہ دے۔ مثلاً: یہہ کہے کہ تیرا ہاتھ میری ماں کے ہاتھ کے جیسا ہے۔ اس کو ''ظہار'' کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہہ ہے کہ جب تک وہ کفارہ نہ دے اس کی بیوی، اس پر حرام ہے۔ اس کا کفارہ بھی مثلِ کفارۂ رمضان ہے۔ یعنے ایک غلام آزاد کرنا یا ساٹھ روزے رکھنا۔ اگر

Scanned with CamScanner

غلام نہ ہو اور روزے نہ رکھ سکے تو ساٹھ فطرے یعنے (۹۰) کیلو گیہوں یا اس کی قیمت ادا کرنا' اس پر واجب ہے۔

''ایلا'' و ''ظہار'' کے علاوہ بعض صورتیں ایسی ہیں کہ توبہ سے ان کی تلافی نہیں ہوتی بلکہ کفارہ دینا پڑتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کو درمیان لاکر کسی کام کو کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھانا اور پھر اس کا خلاف کرنا بھی ایسا گناہ ہے کہ اس سے کفارہ' یمین یعنے قسم کا کفارہ واجب ہو جاتا ہے' جس کا ذکر ابھی گزرا۔

ممکن ہے کہ بتقاضائے بشریت' کوئی شخص عمداً رمضان کا فرض روزہ توڑنے کے علاوہ اپنی زندگی میں ''ایلا'' یا ''ظہار'' کیا ہو اور ایک بار یا متعدد بار کسی بات پر قسم کھایا ہو اور پھر قسم توڑ دیا ہو۔ اور یہہ سب گناہ اس کو یاد نہوں۔ اور اگر یاد ہوں لیکن کفارہ نہ دیا ہو۔ اسی طرح ممکن ہے کہ کوئی عورت بھی روزۂ رمضان کو توڑنے کے سوائے' بارہا قسمیں کھائی ہو اور توڑ دی ہو' اور کفارہ ادا نہ کیا گیا ہو۔ اس لئے ہر مرد اور ہر عورت کو اپنی زندگی میں کفارات' ادا کرنا' یا اُن کی اولاد کو ان کی موت کے بعد ان کی طرف سے کفارہ ادا کرنا' نہایت ضروری ہے۔ کیوں کہ نصِ قرآن سے ''ایلا'' ''ظہار'' اور قسم توڑنے کا کفارہ' اور حدیث شریف سے روزہ توڑنے کا کفارہ واجب ولازم گردانا گیا ہے۔

اسی وجہہ سے بزرگانِ دین اس کی بڑی تاکید فرماتے تھے' جس کو بعض ناواقف لوگ خود غرضی اور جلب منفعت پر محمول کرتے ہیں۔ حالانکہ یہہ خدا اور رسول کے احکام کی تبلیغ ہے۔ کیوں کہ یہہ اُن کا فرض منصبی تھا۔ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ **ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر** ۔ یعنے تم میں ایک جماعت ایسی ضرور ہونی چاہئے جو نیک کام کی طرف بلاتی رہے' اچھے کاموں کا حکم دے اور بُرائی سے منع کرے۔

اس حکمِ قرآنی کی تعمیل اور صدقاتِ واجبہ کی ادائی کی تاکید ہے۔ یہی وجہہ ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائل عرب سے زکواۃ وصول کرنے کے لئے ایک خاص عملہ مقرر فرمایا تھا۔ جن کو عاملین زکواۃ کہتے ہیں۔

اسی بناء پر بزرگان سلف بھی ان کفارات کی ادائی کی تاکید فرماتے تھے۔ غرض ہماری قوم میں ادائی کفارات کا خاص اہتمام کیا جانا اور ساٹھی ادا کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اور بسا اوقات' ایک ساٹھی پر اکتفا نہیں کیا جاتا۔ کیوں کہ یہہ علم نہیں ہے کہ میت پر کتنے اور کون کونسے کفارے واجب الادا ہیں۔

ہر فوت شدہ نماز اور روزہ کا کفارہ ایک فطرہ ہے۔ ایک فطرہ دیڑھ کیلو گیہوں کا ہوتا ہے۔ ایک دن کی پانچ نمازوں کا کفارہ' 7.5 کیلو اور اگر نماز وتر کا کفارہ بھی شامل کرلیا جائے تو پورے 9 کیلو گیہوں ایک روز کی قضا شدہ نمازوں کا کفارہ ہوئے۔ ایک مہینہ کے (270) کیلو اور ایک سال بھر کی قضا نمازوں کا کفارہ (3240) کیلو یا قریباً 32.5 کنٹل گیہوں ہوئے۔

اسی سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ عمر بھر کی قضا شدہ نمازوں کا کفارہ دیا جائے تو کس قدر گیہوں ہوجائینگے۔؟ اور پھر رمضان کے فوت شدہ روزوں کا کفارہ' فی روزہ 1.50 گیہوں کے حساب سے (45) کیلو اور صدقۂ فطر کے 1.50 کیلو' اسی طرح 46.50 کیلو گیہوں' ایک رمضان کے ہوئے' عمر بھر میں جس قدر رمضان گزرے ہیں' ان سب کا کفارہ اور عمر بھر کے صدقاتِ فطر کی ادائی واجب ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ عمر بھر کی فوت شدہ نمازوں اور روزوں کا کفارہ دیا جائے تو سینکڑوں کنٹل گیہوں یا اس کی قیمت دینی ہوگی۔ اہلِ ثروت اور اہل ہمت اپنی ذات سے یا میت کی وصیت ہو تو اس کے ثلث متروکہ سے جس قدر گیہوں یا اس کی قیمت ہوسکتی ہے' ادا کریں۔ لیکن یہہ ہر شخص کی استطاعت سے باہر ہے۔

اگر میت نے کچھ مال نہ چھوڑا ہو یا اس قدر مال نہو کہ سب نمازوں اور روزوں

Scanned with CamScanner

کے کفارے کے لئے کافی نہ ہوسکتا ہو تو ''دار المختار'' میں اس کی یہ تدبیر لکھی ہے کہ:۔

لو لم يترك مالا يستقرض وارثه نصف صاع مثلاً ويدفعه لفقير ثم يد فعه الفقير للموارث ثم وثم حتىٰ يتم

(باب قضاء الفوائت)

یعنے میت نے کچھ مال نہیں چھوڑا ہے تو میت کا وارث آدھا صاع گیہوں قرض لے اور کسی فقیر کو دے اور پھر فقیر وارث کو ہبہ کردے اور وارث پھر فقیر کو دیدے اس طرح اتنی بار یہ لین، دین ہو کہ میت کی تمام فوت شدہ نمازوں کا کفارہ ادا ہو جائے۔!!!

صاحبِ ''غایۃ الاوطار'' نے اس کفارہ کی ادائی کا جو طریقہ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ: ''میت کی عمر بھر کی نمازوں اور روزوں کا حساب کر کے اس کے کفارہ کا نقد دام ٹھیرایا جائے۔ یا کفارہ کے جس قدر گیہوں ہو سکتے ہیں، معلوم کر لئے جائیں۔ اس کے بعد وہ نقد رقم یا وہ گیہوں کسی فقیر کو زبانی دے کر اپنے ذمہ قرض فرض کر لیا جائے۔ پھر اس قرض کی ادائی میں اس فقیر کو ایک قرآن مجید دے دیا جائے''۔

لیکن اس تکلیف کی بجائے اولاً قرآن مجید ہی دیدینا اَولیٰ و افضل ہے۔ چنانچہ ہماری قوم میں قضاء شدہ نمازوں اور روزوں کے کفارہ میں قرآن مجید ہی دینے کا طریقہ رائج ہے۔ اس میں حکمت و مصلحت یہی ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہونے کی وجہ سے لا قیمت ہے۔ یعنے اس کی کوئی قیمت معین اور مشخص نہیں کی جاسکتی۔ اس لئے سینکڑوں ہزاروں کنٹل بھی ہمارے ذمہ واجب الادا ہوں تو اس قدر گیہوں کی قیمت کی اس کلام پاک میں گنجائش ہے۔ اس لئے ادائی کفارات میں قرآن مجید دیا جاتا ہے۔

البتہ نقد روپیہ سے چونکہ فقراء و مساکین کی مختلف ضرورتیں پوری ہوسکتی ہیں، اس لئے کلام مجید کے ساتھ حسبِ حیثیت اس کا ہدیہ بھی دیتے ہیں اور کم از کم فی پارہ (۴) چار آنے کے حساب سے (معہ) سات روپئے آٹھ آنے عموماً اس کا ہدیہ قرار دیا جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

چونکہ ہر سال فطرہ' رمضان واجب ہے اور نہیں معلوم میت سے کتنے فطرے فوت ہوئے ہیں' اس لئے کسی قدر گیہوں بھی فطروں میں دیئے جاتے ہیں۔ اگرچہ کہ قرآن مجید دینے میں فطروں کی ادائی کی بھی گنجائش ہے' تاہم کم از کم 4.50 کیلو گیہوں قرآن مجید کے ساتھ دینے کی عادت ہے۔ جس میں تین فطروں کی ادائی ہو جاتی ہے۔

کفارۂ نقضِ رمضان اور کفارہ ظہار میں سے ہر ایک کے ساٹھ' ساٹھ فطرے کفارہ ''ایلا'' اور کفارہ یمین وقسم شکنی' میں سے ہر ایک کے دس دس فطرے قرآن مجید کے علاوہ دینا ضروری ہے۔ کیوں کہ فوت شدہ نمازوں اور روزوں کا کفارہ تو قرآن مجید سے ادا ہو جاتا ہے۔ لیکن کفارۂ نقضِ رمضان' کفارۂ ظہار اور کفارۂ ایلا و یمین' قرآن مجید کے دیئے جانے سے ادا نہیں ہوتے۔ اس لئے ہماری قوم میں جو ساٹھی دی جاتی ہے' اس سے انہی مذکورہ کفارات کی ادائی مقصود ہے جو میت کے ذمہ واجب الادا ہیں۔ یا ہو سکتے ہیں۔

چنانچہ ساٹھی کے ساٹھ روپئے دینے کا طریقہ قدیم سے رائج ہے۔ وہ اسی ضرورت اور دینی مصلحت پر مبنی ہے کہ اس سے کم از کم تین کفارے ادا ہو جائیں۔

چونکہ ساٹھ فطروں کا ایک کفارہ' اور 1.50 کیلو گیہوں کا ایک فطرہ ہوتا ہے۔ اس لئے (90) کیلو گیہوں کا ایک کفارہ ہوا۔ اور تین کفاروں کے (270) کیلو گیہوں ہوئے۔ ارزانی کے زمانہ میں (60) روپئے میں اس قدر گیہوں کی قیمت نکل سکتی تھی اور تین کفارے بلکہ اس سے زیادہ کفارے بھی ادا ہو سکتے تھے۔ لیکن اس وقت گرانی کی وجہ سے یہہ غرض پوری نہیں ہو سکتی اور تین کفارے بھی ادا نہیں ہوتے۔ اس لئے کفاراتِ واجبہ سے بری الذمہ ہونے کے لئے (270) دوسو ستر کیلو گیہوں یا اس کی قیمت بازار کے نرخ سے دینا ضروری ہے۔ اور اس میں تقسیم بین الفقراء از روئے نص لازم ہے۔

پس ہر شخص پر نماز پنجگانہ اور روزہ ماہ رمضان فرض ہیں۔ اگر ادا نہ کئے جائیں تو ان کی قضا کرنی چاہئے۔ اگر نماز اور روزہ کی قضا نہ کی گئی تو کفارہ دینا ضروری ہے۔ اسی

Scanned with CamScanner